ملائکہ خلیل
Test#4
اسلامیات

سوال نمبر ۱:

اسلام میں گڈ گورننس کے اصولوں کی وضاحت کریں۔

اسلام میں اچھے طرزِ حکمرانی کا تعارف:

پبلک ایڈمنسٹریشن عوام کے لیے بنائی گئی حکمتِ عملی پالیسیوں پر عمل درآمد کا نام ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلو روحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی ہر طرح کے پہلوؤں میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی طرزِ زندگی کے اصول قرآن و سنت پر مبنی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے احکامات کو شامل کیا جاتا ہے جیسا کہ قانون کی بالادستی، عدل و انصاف، امانت کا خیال اور معیار کی ضمانت شامل ہیں۔ ان عوامل پر ہی ایک اچھا طرزِ حکمرانی کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔

طرزِ حکمرانی کی تعریف:

طرزِ حکمرانی سے مراد عوامی امور کو چلانا اور ان کے مسائل کا انتظام کرنا ہے۔ اس میں فیصلے لاگو کیے جاتے ہیں اس سے معاشرے میں مثبت اثر لوگوں میں ہے یہی عوام کو ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکومت کا تصور دیا جاتا ہے۔

اچھی طرزِ حکمرانی کی خصوصیات

اچھی طرزِ حکمرانی میں درج ذیل خصوصیات

شامل ہیں

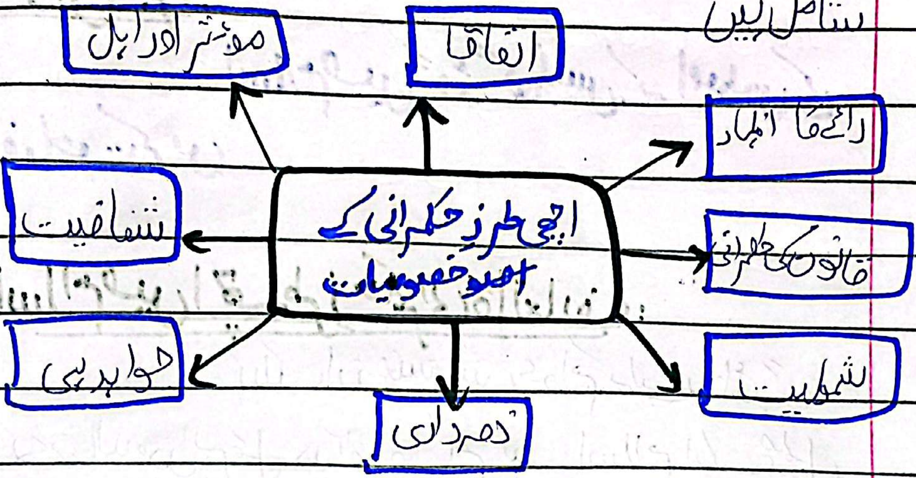

اسلام میں اچھی طرزِ حکومت کے اصول:

قرآن کی رو سے انسان کے پاس حکومت کا ہونا دراصل اللہ کی امانت ہوتی ہے اور اسے اس میں خیانت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حکومت کو عوامی پالیسیوں کو عوام کی فلاح و بہبود کے مطابق تشکیل دینی چاہیے۔ اچھے طرزِ حکومت کے حوالے سے اسلام چند اصول پیش کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں

I۔ اختیار بطور اللہ کی امانت:

اسلام میں طرزِ حکمرانی کا سب سے نمایاں اصول یہ ہے کہ انسان اللہ کی طرف سے اس حکومت کو امانت کے طور پر سمجھے۔

"امانت وہ شے ہے جسے آسمان، زمین اور پہاڑ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اس کے بھاری وزن سے خوفزدہ تھے۔" (القرآن)

امانت کا تصور انسان کو عاجز بناتا ہے اور

اس سے معاشرے کے سب افراد میں امن کا قیام ممکن ہوتا ہے جو کہ انسان اپنے اختیار کو اچھے طریقے سے انجام دیتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی بطور حکمران ہمارے سامنے ایک عملی نمونہ ہے کیونکہ وہ ہر کام اللہ کی منشا اور حکم کے مطابق انجام دیتے تھے۔

II. خلافت کا بہتر طرزِ حکمرانی میں کردار:

خلافت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے خلیفہ کے طور پر عوام کی خدمت کرنا۔ خلافت کا رواج حضور ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ تھے۔ خلافت میں خلیفہ یا حاکم خود کو عوام کا خادم تسلیم کرتا ہے نا کہ بادشاہ۔ وہ اپنے تمام فیصلے، پالیسی عوام کی خدمت کے لیے بناتا ہے اور خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اور لوگوں کے سامنے احتساب کے لیے تیار رکھتا ہے۔

"جو لوگ تم میں ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔" (القرآن)

III. عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ:

اسلامی طرزِ حکومت میں عدل و انصاف پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس میں حکمران کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ کسی کے ساتھ بھی زیادتی نہ ہونے پائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"عدل کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے" (القرآن)

اسلامی طرزِ ریاست میں قاضی بھی اس بات کا مکمل پابند ہوتا ہے اسی لیے وہ بغیر کسی دباؤ کے کسی کے بھی حقوق میں کوتاہی نہیں ہونے دیتا۔ چونکہ عدل کے تصور سے انسانوں کے آپس کے حقوق و فرائض ادا ہوتے ہیں۔

"اللہ تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے"
(القرآن)

IV۔ قانون کی حکمرانی بطور یکساں قانون:

اسلامی طرزِ حکمرانی میں تمام شہریوں پر ایک ہی قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسی کو بھی ذات، رنگ، نسل، یا مذہب کی بنیاد پر بے جا سلوک نہیں کیا جاتا۔ تمام شہریوں کو یکساں طور پر حفاظت کی جاتی ہے۔ اس میں عدل و انصاف بھی ہر ایک کو برابر ملتا ہے ایک مرتبہ قریش کی ایک عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے سزا کے طور پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب لوگ آپ ﷺ سے اس کی سفارش کو آئے لیکن آپ ﷺ نے یہ کہہ کر منع کر دیا **خدا کی قسم اگر فاطمہ بنتِ محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔**

V۔ سرکاری ملازمین کا احتساب:

اسلامی حکومت کو احتساب کو ایک اہم اہمیت حاصل ہے۔ احتساب کے دو پہلو ہوتے ہیں۔

احتساب کے پہلو

- اللہ کے سامنے جوابدہی
- عوام کے سامنے جوابدہی

احتساب: سرکاری ملازمین پر چیک اینڈ بیلنس کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس سے سرکاری ملازم اپنے فرائض کو سرانجام دینے میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسکو دنیا میں بھی اور آخرت میں حساب کتاب دینا ہوتا ہے۔

VI. امر بالمعروف و نہی المنکر کا اصول:

اسلامی طرزِ حکومت میں بھلائی کے کاموں کا حکم دیا جاتا ہے اور برائی سے منع فرمایا جاتا ہے۔ سرکاری ملازم کو ایسے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو سب کی فلاح کے لیے ہوں:

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔" (القرآن)

اسلام میں برائی کو روکنے کے تین درجے ہیں:

(1) ہاتھ سے روکنا

(2) زبان سے روکنا

(3) دل میں برا کہنا اور یہ کمزور ترین ایمان کا درجہ ہے (الحدیث)

VII. دیانتداری اور میرٹ کی پاسداری:

اسلامی طرزِ حکومت میں دیانتداری، میرٹ کی پاسداری اور قانون کی حکمرانی کو بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں جتنے بھی خلفاء آئے وہ یا تو منتخب ہوئے اور عوام کے مشورے سے آئے یا ان کو باقاعدہ اور میرٹ کے ذریعے آنا ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا فرمان ہے:

"مجھے آپ لوگوں پر اختیار ہے اگرچہ میں آپ میں سے

بہترین نہیں ہوں آپ کو چاہیے کہ اگر میں صحیح کروں تو میری مدد کریں اور اگر کہیں برائی ہو یا غلط ہو تو اس درست کرنے میں میری مدد کریں۔"

VIII- عوامی لین دین میں معیار کی ضمانت:

عوامی لین دین کے معاملات اور کاروبار میں ایمانداری اور انصاف کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس سے پورے معاشرے میں امن و امان، عدل اور آپس میں اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ نتیجے میں ایک مثالی اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اسلامی طرزِ حکومت میں لین دین کے اور عوامی معاملات میں انصاف کے معیار کو برقرار رکھنے کا حکم دیا۔

"اور جب کوئی ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا کرو اور جب دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔"

(القرآن)

اسلامی طرزِ حکومت اور آج کی مسلم دنیا میں موازنہ:

اسلام نے طرزِ حکومت کے جو اصول بتائے ہیں وہ آج کی مسلم دنیا یا ممالک میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اسلام چونکہ ہر ایک اصول کو واضح طور پر بتاتا ہے اور اس کی مثال حضورؐ کے دور اور خلفاء کے دور سے بھی ملتی ہے پھر بھی آج کی دنیا کے مسلم ممالک ان اصولوں کو مدِ نظر نہیں رکھتے جس سے ملک میں بدامنی اور انتشار جنم لیتا ہے۔

حاصلِ کلام:

اسلامی طرزِ حکومت کے بیان کردہ اصول جیسے کہ احتساب، قانون کی بالادستی، عدل و انصاف دیانت داری، میرٹ کا تصور اور عوامی لین دین میں انصاف شامل ہیں۔ یہ دنیا میں بہت اہمیت حاصل ہے ان اصولوں سے ایک مثالی معاشرہ قائم ہوتا ہے جہاں ہر ایک کو اسکے حقوق دیئے جاتے ہیں اور کسی کی بھی حق تلفی نہیں ہوتی لہٰذا مسلم ممالک کو ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے

سوال نمبر ۲:

خلیفہ عمرؓ کی اصلاحات

خلیفہ عمرؓ کا تعارف:

حضرت عمرؓ بنو قریش کی شاخ بنو عدی کے سردار تھے۔ آپؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد خلیفہ بنے اور آپ نے خود کے لیے **امیر المومنین** کا لفظ استعمال کیا۔ آپ کے دور میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔ شام، عراق، لبنان، مصر، ایران، فلسطین، شمالی افریقہ وغیرہ فتح ہوئے۔ آپ اسلامی ریاست کے بانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے بہت سی اصلاحات متعارف کروائیں جیسے کہ مجلسِ شوریٰ، بیت المال کا قیام، زرعی اصلاحات اور عدالتی نظام کا قیام شامل ہیں۔ آپؓ نے اپنے دورِ حکومت میں اسلام کی مضبوط بنیادوں کا قیام ممکن بنایا۔

خلیفہ عمرؓ کے دورِ حکومت میں صوبائی نظام:

حضرت عمرؓ کے دور میں صوبائی نظام تشکیل دیا گیا جس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

I- اسلامی سلطنت کی صوبائی تقسیم:

حضرت عمرؓ کے دور میں انتظامی سہولت کے لیے آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس میں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین شامل ہیں۔ اسکے علاوہ فارس، خراسان اور آذربائیجان کو بھی صوبے کی حیثیت دی گئی۔

II- عاملین کی تقرری اور انکا احتساب:

حضرت عمرؓ نے کوفہ، بصرہ اور شام کے عامل مقرر کرنے کیلیے وہاں عوام سے کہہ دیا اور عمرؓ نے انکی رائے کے مطابق گورنر مقرر کر دیئے۔ حضرت عمرؓ ہر سال خود حج کی قیادت کرتے اور کسی سرکاری افسر کے خلاف شکایت پیش کرتے تو آپؓ اس کا ازالہ کرتے۔

III- مختلف اضلاع کا قیام:

صوبے کو اضلاع میں تقسیم کیا گیا اور ہر ضلع میں قاضی، خزانچی اور ٹیکس وصول کرنے والا افسر ہوتے تھے۔ آذربائیجان اور فارس کے صوبے 18 اضلاع میں تقسیم کیے۔

خلیفہ عمرؓ کے دورِ حکومت میں معاشی نظام:

I. بیت المال کا قیام:

حضور ﷺ اور ابوبکر صدیق رض کے دور میں بیت المال قائم نہیں کیا گیا۔ حضرت عمر رض کے عہد میں باقاعدہ بیت المال قائم کیا گیا اس کے لیے آپ رض نے سادہ لیکن مضبوط عمارات تعمیر کی گئیں اور مال ضرورت کے اوقات کے لئے جمع رہنے لگا۔

II. ذرائع آمدن:

بیت المال کی آمدن کے ذرائع حسب ذیل ہیں:

(1) خمس　　(4) خراج

(2) زکوٰۃ　　(5) جزیہ

(3) عشر　　(6) تجارتی لگان

خلیفہ عمر رض کے دورِ حکومت میں زرعی اصلاحات:

حضرت عمر رض نے اپنے دورِ حکومت میں چند زرعی اصلاحات کیں جو کہ درج ذیل ہیں:

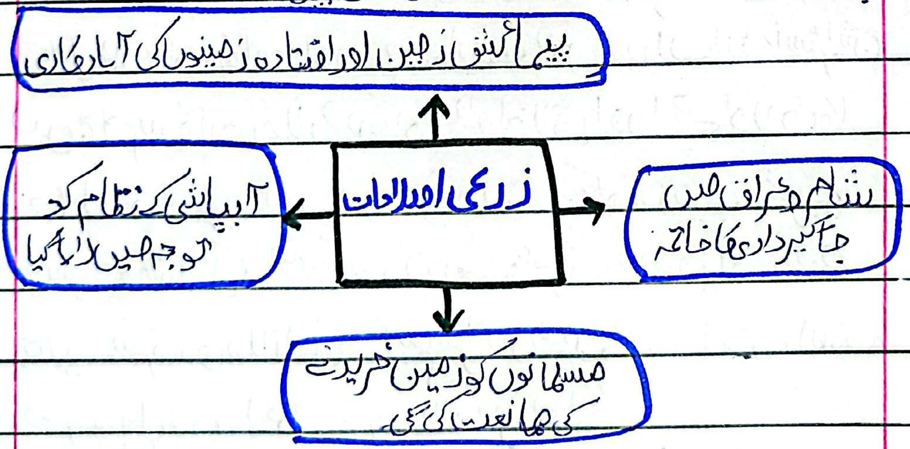

حضرت عمر رض نے چند اہم اصلاحات عدالتی نظام، فوجی نظام اور تعلیم کے شعبے میں کیں

حاصلِ کلام:

حضرت عمرؓ کی شخصیت اتنی بلند تھی کہ وہ اپنے دور میں اہم اصلاحات کر پائے۔ آپؓ نے ایسی اصلاحات متعارف کروائیں جو ایک مضبوط اسلامی حکومت کا جواز تھیں آپ نے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے بیت المال کا قیام کیا، جاگیرداری کا خاتمہ کیا، عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا اور محکمہ پولیس متعارف کروایا۔ آپؓ نے باقاعدہ رضاکار فوج بنائی اور غیر مسلموں کے حقوق کو بھی محفوظ کیا۔ آپؓ کے دورِ حکومت کو سنہری دور کہا جاتا ہے۔

(b) سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں

پبلک ایڈمنسٹریشن میں سرکاری ملازمین کا تعارف:

سرکاری ملازمین میں وہ تمام ملازمین یا لوگ شامل ہیں جو سرکاری ادارے سے وابستہ ہیں۔ پبلک ایڈمنسٹریشن میں تمام سرکاری ملازمین کو اعلیٰ اخلاق اور اچھے اخلاق کا حامل ہونا چاہیے۔ ایک سرکاری ملازمین کو تہذیب، تجربہ، چستی، مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت وغیرہ کی خصوصیات ہونی چاہیے۔ سرکاری ملازمین کے اہم فرائض میں امن و امان، انصاف وغیرہ شامل ہیں۔ بقول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے:

"میری نظر میں طاقتور اور کمزور دونوں برابر ہیں اور دونوں کو انصاف فراہم کرنا میری ذمہ داری ہے۔"

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں قرآنی آیات کی روشنی میں:

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریوں کو قرآنِ مجید میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کی خصوصیات میں سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، نیک کام کرتا ہے اور برے کاموں سے دور رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔" (القرآن)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کریں کہ عدل چھوڑ دو۔ عدل کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ سرکاری ملازمین میں عدل و انصاف کا ہونا ایک اہم عنصر ہے۔ ایک سرکاری ملازم سے عدل کا ہونا بہت ضروری ہے۔

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں اسلام کی رو سے:

اسلام سرکاری ملازمین کو درج ذیل ذمہ داریاں تفویض کرتا ہے:

- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قبول کرنا۔
- مذہب اور شریعت پر عمل پیرا ہونا۔
- لوگوں کو عدل و انصاف فراہم کرنا۔
- ریاست کے دفاع کو مضبوط کرنا۔
- عوامی بہبود کے لیے کام کرنا۔
- قانون کی حکمرانی قائم کرنا۔
- زکوٰۃ اور دوسرے لگان جمع کرنا۔
- امر بالمعروف و نہی المنکر پر عمل پیرا ہونا
- مظلوم کو طاقتور سے بچانا۔
- ماتحت لوگوں کا احتساب کرنا۔

حضرت عمرؓ کی نظر میں:

حضرت عمرؓ نے سرکاری ملازم کو عوام سے رابطے میں رہنا چاہیے۔ آپؓ جب بھی کوئی گورنر لگاتے تو اسے زیادہ سادہ کھانے کا حکم دیا، باریک کپڑے پہننے سے منع کیا ہے۔

حضرت علیؓ کی نظر میں:

حضرت علیؓ نے سرکاری ملازمین کو انصاف کا معاملہ کرنے کا حکم دیا اور بدعنوانی، نا انصافی اور

عوام کے ساتھ زیادتی کرنے سے منع کیا ہے۔

حاصلِ کلام:

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سرکاری ملازمین کی ذمہ داریوں کو عملی طور پر بیان کیا۔ اسلام نے ایک سرکاری ملازم کے لیے جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں ان میں انصاف، عدل و انصاف، امن و امان، قانون کی حکمرانی، اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا شامل ہے۔ ایک اچھے سرکاری ملازم کے لیے ان چیزوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔